مطبوعات

تفسیر سورۃ الفیل | تالیف مولانا عبدالحمید فراہی مرحوم ضخامت ۴۱ صفحات قیمت ۸ر - مدرسۃ اصلاح، سرائے میر اعظم گڈھ۔

مؤلف مرحوم کی شخصیت اس سے بالاتر ہے کہ اس کا تعارف کرانے کی حاجت ہو، عام طور پر تسلیم کیا گیا ہے کہ متاخرین میں قرآن مجید کے فہم و تدبر کے لحاظ سے بہت کم لوگ اس مرتبہ پر پہنچے ہیں جس پر اللہ تعالیٰ نے ان کو ممتاز فرمایا تھا۔ انہوں نے اپنی عمر کا بیشتر حصہ کلام اللہ کے معانی کی تحقیق میں صرف کیا اور عربی زبان میں ایک ایسی محققانہ تفسیر لکھی جس کی نظیر متقدمین کی تصنیفات میں بھی کم ملتی ہے۔ زیرنظر رسالہ اسی تفسیر کا ایک حصہ ہے اس میں مؤلف نے کلام عرب کی شہادت، اور روایات صحیحہ کی تائید، اور قیاس عقلی کی تنقیح سے ان روایات اور تاویلات کو غلط ثابت کیا ہے جو واقعہ فیل کے بیان اور سورۂ فیل کی تفسیر میں مشہور ہیں۔ عام طور پر تاریخوں میں لکھا ہے کہ ابرہہ نے جب مکہ پر حملہ کیا تو عرب اپنے معبد کو چھوڑ کر بھاگ گئے، اور عبدالمطلب نے ابرہہ کے پاس جاکر صرف اپنے اونٹوں کی واپسی کا مطالبہ کیا، مگر کعبہ کے متعلق کچھ نہ کہا۔ مولف نے معاصر شعراء کے کلام سے اس کی تردید کی ہے اور ثابت کیا ہے کہ عربوں نے ابرھہ کی پوری مدافعت کی تھی۔ سورہ فیل کی تاویل میں ان کے کلام کا خلاصہ یہ ہے کہ الم تر کا خطاب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف نہیں بلکہ بالخصوص عربوں کی طرف ہے جنہوں نے اس واقعہ کو دیکھا تھا، اور بالعموم ان سب کی طرف جو متواتر و مشہور روایات کی بنا پر گویا عینی شاہدوں کے حکم میں تھے۔ اللہ تعالیٰ نے ان سب کو مخاطب کرکے اپنی ان آیات کی طرف توجہ دلائی ہے جو اصحاب فیل کی یورش کے موقع پر ظاہر ہوئیں۔ مشہور یہ ہے کہ اصحاب فیل جس عذاب سے ہلاک ہوئے وہ پرندوں کی شکل میں بھیجا گیا تھا۔ اور انہوں نے کنکریاں مار مار کر ان ظالموں کو بھس بنادیا تھا۔ مگر مؤلف کی تحقیق یہ ہے کہ یہ عذاب

آندھی کی شکل میں تھا جس سے کنکریوں کی بارش ہوئی اور ابرھہ کی فوج کا بیشتر حصہ چیچک میں مبتلا ہو کر ہلاک ہوگیا۔ رہے پرندے تو وہ مردہ لاشوں کو کھانے کے لیے بھیجے گئے تھے۔ کیونکہ اگر ایسا نہ ہوتا تو وبا اور اس کے اطراف میں وبا پھیل جاتی۔ آخر میں مؤلف نے ایک نہایت لطیف نکتہ یہ پیدا کیا ہے کہ حج کے موقع پر رمی جمار کی سنت اسی واقعہ کی یادگار میں جاری ہوئی ہے اور اصحاب فیل پر کنکریوں کی بارش اسی مقام پر ہوئی تھی جہاں اب رمی جمار کیا جاتا ہے۔

چینی مسلمان | تالیف بدرالدین چینی بی۔اے ضخامت ۲۲۴ صفحات قیمت عہ دارالمصنفین اعظم گڈھ۔

دنیا کے ملکوں میں ہندوستان کے بعد مسلمانوں کی سب سے زیادہ تعداد چین میں ہے، جہاں چار کروڑ سے سات کروڑ تک ان کی آبادی کا اندازہ کیا گیا ہے، مگر بارہ تیرہ صدیوں سے ان کے حالات اس قدر تاریکی میں رہے ہیں کہ دوسری مسلمان قوموں کو ان کے وجود تک کا علم نہ ہو سکا۔ زمانہ حال میں ہم کو مسلمانانِ چین کے متعلق کچھ تھوڑی سی معلومات حاصل ہوئیں، مگر وہ زیادہ تر فرنگی مستشرقین اور عیسائی مبشرین کی فراہم کردہ تھیں جن کا نقطۂ نظر اجنبی اور مخالفانہ تھا۔ یہ پہلا موقع ہے کہ ہمارے سامنے خود ایک چینی مسلمان ہماری اپنی زبان (اردو) میں اپنی قوم کے حالات بیان کر رہا ہے۔ اس کتاب کے مصنف نے کئی سال تک ندوہ اور جامعہ ملیہ میں تعلیم حاصل کی ہے، اور اردو زبان میں اتنی اچھی استعداد پیدا کرلی ہے کہ اس کی تحریر پڑھ کر بعض مقامات پر یہ شبہ بھی نہیں ہوتا کہ اس کا لکھنے والا ایک چینی ہے۔ کتاب اس قدر دلچسپ ہے کہ ہم نے ایک ہی نشست میں اس کو پڑھ ڈالا، اور جب تک پوری ختم نہ کرلی ہاتھ سے نہ چھوڑا۔ مصنف نے اس میں مسلمانانِ چین کی گذشتہ تاریخ اور ان کی موجودہ دینی، علمی، معاشی، تمدنی اور سیاسی حالت بیان کی ہے جس سے نہ صرف ایک دور افتادہ مسلم قوم کے متعلق ہماری معلومات میں اضافہ ہوتا ہے بلکہ بہت سے مفید سبق بھی ہم کو حاصل ہوتے ہیں۔ اس کا بیان ہے کہ اسلام عہد عثمانیؓ میں بحری راستے سے اور عہد اموی میں بری راستے سے چین پہنچا اور نہایت احترام کے ساتھ اس کا خیر مقدم کیا گیا۔ مسلمانوں کے علوم و فنون اور ان کی تہذیب کے ثمرات سے شاہان چین نے بہت کچھ استفادہ کیا

اور چینی تہذیب کی تعمیر میں ان سے مدد لی۔ سترھویں صدی عیسوی کے وسط تک مسلمان اس ملک میں بہت عزت کے ساتھ رہے۔ اس کے بعد مانچو خاندان کا دور شروع ہوا جس میں مسلمانوں کو ہر طریقہ سے تباہ و برباد اور ذلیل و خوار کرنے کی کوشش کی گئی ۱۹۱۱ء کے انقلاب تک تقریباً ڈھائی سو برس مسلمانوں پر نہایت تنگی اور مصیبت کے ساتھ گذرے اس کے بعد جمہوریت اور آزادی کا دور شروع ہوا جس مسلمانوں میں زندگی کی ایک روح پھونک دی، اور ان کو از سرِ نو وہ عزت اور قوت حاصل ہوئی جس کو ظالم مانچو قوم نے ان سے چھین لیا تھا۔ اب چین میں پانچ قومیں آباد ہیں، جن میں عزت اور مرتبہ کے اعتبار سے مسلمانوں کا نمبر دوسرا ہے۔ اگرچہ مانچو قوم کے مظالم نے مسلمانوں کی قوت کو بہت کچھ توڑ دیا ہے لیکن اسلام نے اپنے پیرؤں میں قومی امتیاز، اور اپنی اسلامی قومیت پر فخر و ناز کی جو روح پھونک دی ہے، اس کا نتیجہ یہ ہے کہ ڈھائی سو برس تک پامال ہونے کے باوجود چینی مسلمان کی روح پامال نہ ہوئی، اس نے اپنی تہذیب کو کسی طاقتور سے طاقتور چینی قوم کی تہذیب میں بھی ضم نہ ہونے دیا، اور آج بھی وہ اتنی زبردست قومی طاقت رکھتا ہے کہ ایک طرف جاپان اپنی سیاسی اغراض کے لیے اس کی ہمدردی حاصل کرنا چاہتا ہے۔ اور دوسری طرف چینی جمہوریت اپنے وطن کی حفاظت کے لیے اس کی تائید حاصل کرنے پر مجبور ہے۔

مصنف نے مسلمانانِ چین کی کمزوریوں کا جو حال بیان کیا ہے وہی حال کم و بیش اس وقت ہندوستان کے مسلمانوں کا بھی ہے وہ کہتا ہے کہ چین کے مسلمانوں کی سب سے بڑی مصیبت یہ ہے کہ ان کو کوئی ایسا رہنما میسر نہیں جو دین اور دنیا کو جمع کر کے انہیں مسلمان ہونے کی حیثیت سے ترقی کی راہ پر چلا سکے جو دینی پیشوا ہیں، وہ جاہل تنگ نظر اور پست حوصلہ ہیں۔ جو دنیوی اعتبار سے ترقی یافتہ ہیں ان کو مذہب سے کچھ بھی لگاؤ نہیں۔ اسی حالت کو محسوس کر کے بیدار مغز چینی مسلمان یہ کوشش کر رہے ہیں کہ دینی اور دنیوی تعلیم کو جمع کریں اور ایسے روشن خیال علماء پیدا کریں جو مسلمانوں کی صحیح رہبری کر سکیں اس کام میں

مسلمانانِ چین کو بڑی حد تک دنیائے اسلام کی ترقی یافتہ قوموں سے مدد لینے کی ضرورت ہے۔

الوحدۃ فی الاسلام ۔ تالیف مولانا محمد طیب صاحب ناظم کتب خانہ دارالعلوم دیوبند، ضخامت ۳۶ صفحات قیمت ۱۰ / ر کتب خانہ قاسمی دیوبند۔

یہ رسالہ اس ناگوار قضیہ کو حل کرنے کے لیے لکھا گیا ہے جو دارالعلوم دیوبند میں کچھ عرصہ سے سرپرست کے اختیارات اور مجلس شوریٰ کے آئینی حقوق کے متعلق چھڑا ہوا ہے۔ مؤلف نے اس میں یہ ثابت کرنے کی کوشش کی ہے کہ اسلام میں سرپرست یا صاحب امر کو شوریٰ کا پابند تو ضرور کیا گیا ہے، مگر اس کو کثرت رائے کے اتباع پر مجبور نہیں کیا گیا، اور نہ اس کے اختیارات کو محض توازن آراء کی صورت میں ترجیحی رائے (کاسٹنگ ووٹ) کی حد تک محدود کیا گیا ہے جیسا کہ آج کل جمہوری ادارات میں رائج ہے۔ فاضل مؤلف جمہوریت کے اس قاعدے کو اسلاف کے خلاف قرار دیتے ہیں۔ اور ان کی رائے میں جو لوگ اس قاعدے کی پابندی پر زور دے رہے ہیں وہ محض مغربی جمہوریت کے متبع ہیں۔ لیکن ہمارا خیال یہ ہے کہ مؤلف نے یہ رائے قائم کرنے میں جلدی کی ہے۔ اسلام میں درحقیقت کوئی ایسا قانون نہیں بنایا گیا ہے جو قطعی طور پر مرکزیت اور صرف مرکزیت کا حکم لگاتا ہو۔ قرآن میں چند اصول بیان کیے گئے ہیں جو حسب موقع مرکزیت اور جمہوریت دونوں کی طرف رہنمائی کرتے ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور خلفائے راشدین نے بھی موقع و محل کے لحاظ سے عمل کیا ہے، اور ارشادات نبوی بھی بالکل یک طرفہ نہیں ہیں۔ یہ کہنا کہ اسلام میں کثرت رائے پر کبھی فیصلہ کا مدار نہیں رکھا گیا اور نہ صدر کے لیے کاسٹنگ ووٹ کا طریقہ مقرر کیا گیا صحیح نہیں ہے۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے انتخاب خلیفہ کے لیے جو اصحاب شوریٰ مقرر کیے تھے ان میں کثرت رائے ہی پر فیصلہ کا مدار رکھا گیا تھا اور توازن آراء کی صورت میں حضرت عبدالرحمٰن بن عوف کو کاسٹنگ ووٹ کا حق دیا گیا تھا۔

دراصل اسلامی نظام جماعت میں اہمیت جس چیز کی ہے وہ یہ ہے کہ امت کا شیرازہ نہ بندھا رہے، اس کے معاملات اجتماعی قوت کے ساتھ انجام پائیں اور فتنہ برپا نہ ہو۔ اس غرض کے لیے مرکزیت اور جمہوریت

جو طریقہ بھی انسب ہو اس کو اختیار کرنا چاہیے اور جو چیز فتنہ برپا کرنے والی ہو اسے چھوڑ دینا چاہیے خواہ وہ مرکزیت ہو یا جمہوریت۔ یہ خیال بھی غلط ہے کہ کثرت و قلت کا اسلام میں کوئی لحاظ نہیں کیا گیا ہے یہ بات اس صورت میں صحیح ہے جب کہ مقابلہ حق اور باطل کا ہو لیکن جہاں خود اہل حق کے درمیان کسی جزوی مسئلہ میں اختلاف رائے ہو، وہاں کثرت رائے کو یقیناً ایک قابل لحاظ وزن حاصل ہوگا۔ اور ہونا چاہیئے کسی معاملہ میں اہل حق کی ایک کثیر جماعت جو پہلو اختیار کرے وہ اس قدر حقیر نہیں ہو سکتا کہ اس کی کوئی پرواہی نہ کی جائے۔ اگر امیر قوم کو اکثریت کے خلاف عمل کرنے کا حق حاصل ہے بھی تو وہ اس لیے نہیں ہے کہ وہ خواہ مخواہ سواد اعظم کی رائے کو ٹھکرا دے۔ بلکہ اس لیے ہے کہ جب امیر قوم کو اکثریت کے برسر غلط ہونے کا یقین کامل ہو جائے، اور وہ سمجھے کہ اگر اس نے اکثریت کی رائے پر عمل کیا تو اس کے مصالح کو نقصان پہنچ جائیگا، تو ایسی مخصوص استثنائی صورت میں وہ اپنے اختیار مطلق کو استعمال کر سکے

رسول جہاں تالیف خانصاحب مولوی محمد ظفر صاحب ایم اے، ایل ایل بی، وکیل گوڑگانوہ (پنجاب)، ضخامت جیبی تقطیع کے ۶۰ اصفحات۔ پانچ پیسے کے ٹکٹ بھیجنے پر مل سکتی ہے۔

انجمن رفیق الاسلام گوڑگانوہ کی جانب سے مختلف اسلامی تعلیمات کے متعلق چھوٹے چھوٹے رسالوں کی اشاعت کا مفید سلسلہ کچھ عرصہ سے جاری ہے۔ "رسول جہاں" اس سلسلہ کا تیرہواں رسالہ ہے۔ نبی عربی صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات پاک کو نہایت شیریں اور سادہ زبان میں بیان کیا گیا ہے۔ اور تفصیلات کو چھوڑ کر حیات طیبہ کے ایسے ایسے واقعات چھانٹ لیے گئے ہیں جو تقوی اور اسلامی سیرت کی بہترین تعلیم دینے والے ہیں بچوں اور عورتوں کے لئے اس کا مطالعہ مفید ہوگا۔

صدائے نسواں ماہوار رسالہ زیر سرپرستی بیگم صاحبہ مولنا محمد علی مرحوم، چندہ سالانہ دو روپیے دفتر صدائے نسوان، جامع مسجد دہلی سے طلب کیا جائے۔

اہل قلم کی ایک اچھی خاصی جماعت جس میں خواتین بھی ہیں، اور مرد بھی اس رسالہ کے ادارہ تحریر

میں شریک ہے۔ رسالہ کا مقصد مسلمان عورتوں کو اسلامی نصب العین کے مطابق ترقی کی راہیں بتانا ہے، مضامین زیادہ تر عورتوں کی فہم کے مطابق عمدہ خیالات اور مفید دینی و دنیوی معلومات پر مشتمل ہوتے ہیں۔

حقیقت سحر تالیف مولانا محمد طاہر صاحب ضخامت ۴۴ صفحات قیمت ۴ر کتب خانہ قاسمی۔ دیوبند۔

اس رسالہ میں جادو کی حقیقت پر عالمانہ بحث کی گئی ہے مؤلف نے عقلی او نقلی دلائل کے تحت یہ سمجھانے کی کوشش کی ہے کہ جادو کیا ہے کیوں اور کس طرح موثر ہوتا ہے اس میں اور معجزہ و کرامت میں کیا فرق ہے، اور اس کی تاثیر کے حدود کیا ہیں لیکن درحقیقت یہ کائنات کے ایسے اسرار ہیں کہ ان کو لاکھ سمجھنے اور سمجھانے کی کوشش کیجئے ان کی حقیقت مستور کی مستور ہی رہتی ہے بلاشبہ فاضل مولف نے بحث و تحقیق کا حق ادا کر دیا ہے مگر غالباً ہمارا یہ گمان غلط نہیں کہ خود جادوگر بھی اپنے جادو کی حقیقت نہیں جانتے انہیں بھی بس اتنا ہی معلوم ہے کہ فلاں چیز کی فلاں تاثیر ہے۔

فضل فونٹن پین

سینیر ۸۶؁ جونیر ۱۱۰؁

نیا اسٹاک آچکا ہے

خوبصورت پائدار قیمت واجبی علاوہ اس کے سامان اسٹیشنری و کاغذ وغیرہ

خط و کتابت سے طلب فرمائیے

فدا علی محمد علی تاجر کاغذ پتھر گٹی حیدرآباد دکن